بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

محدث دہلی

نگران اصول
مولانا عبید اللہ صاحب رحمانی
شیخ الحدیث

نذیر احمد املوی
رحمانی

جلد ۷ | ماہ جنوری ۱۹۴۰ء مطابق ذیقعدہ ۱۳۵۸ھ ہجری | نمبر ۹

فدایانِ توحید و سنت کی واحد علمی و ملی درسگاہ

دارالحدیث رحمانیہ دہلی کے بیسویں سال کا شاندار آغاز

گذشتہ ماہ شعبان میں سالانہ امتحان سے فراغت کے بعد جب مدرسہ میں دو مہینہ کی تعطیل ہوگئی، اور طلبہ و اساتذہ اپنے اپنے وطن کو روانہ ہوئے تو راقم الحروف نے بھی اپنے اہل وعیال کا رُخ کیا۔ اور اللہ کا صد ہزار شکر و احسان ہے کہ امن وراحت کے ساتھ یہ دن اپنے اعزہ واحباب میں خوشی خوشی گذر گئے۔ لیکن جوں ہی ہلالِ عید نظر آیا، قدرتی طور پر جذبات میں کچھ کشمکش سی پیدا ہوگئی، ایک طرف اگر عید کی آمد آمد سے خوشی کے آثار نمایاں تھے، تو دوسری طرف چند ہی روز کے بعد بال بچوں سے جدائی کا تصور بھی غم انگیز تھا۔ آخر ۹ شوال ۱۳۵۸ھ بروز منگل کو رخت سفر باندھنا ہی پڑا، اور وطن واہلِ وطن کو فی امانِ اللہ کہکر دہلی کو روانہ ہوگیا۔

لیکن میں سچ عرض کر رہا ہوں کہ میں وطن سے جسقدر دور اور دہلی سے قریب ہوتا جا رہا تھا، غیر ارادی طور پر میری وحشت، قلبی راحت اور سکون سے بدلتی جا رہی تھی۔ مجھے کچھ ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ میں پردیس نہیں بلکہ دیس میں، غیروں میں نہیں، بلکہ اپنوں میں۔ اجنبیوں میں نہیں بلکہ دوستوں میں جا رہا ہوں۔ اپنے روحانی وعلمی مولد ومسکن (دارالحدیث رحمانیہ دہلی) سے جتنا قُرب ہوتا جاتا میری طبیعت کا یہ انقلاب بھی برابر بڑھتا ہی رہا تاآنکہ مدرسہ کی چہار دیواری میں پہنچکر تو دل کی کیفیت ہی کچھ دوسری ہوگئی۔ اس میں رہنے والے انسانوں ہی نے

نہیں، بلکہ گلشنِ رحمانیہ کے پتے پتے اور غنچے غنچے نے مرحبا اَھلاً وَسَھلاً کی صدائیں بلند کیں۔

آتے ہی سب سے پہلے میں نے داخلہ کے نئے امیدوار طلبہ کی فہرست کا جائزہ لیا، تو یہ دیکھکر میری مسرت کی کوئی انتہا نہ رہی کہ اس سال ملک کے ہر گوشہ سے، تشنگانِ علوم دینیہ کی ایک بڑی تعداد سرچشمۂ علوم دینیہ (دار الحدیث رحمانیہ دہلی) کے فیوض و برکات سے بہرہ اندوز ہونے کا موقع حاصل کرنے کیلئے قسمت آزمائی کرنا چاہتی ہے۔ چنانچہ علی الصباح میں نے امتحانِ داخلہ شروع کر دیا۔ اور اپنے معیار کے مطابق جو لڑکے کسی جماعت کے لائق معلوم ہوئے ان کو مناسب جماعتوں میں داخل کر لیا گیا۔ کئی روز تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ اس درمیان میں بہت سے ایسے لڑکے بھی آئے جو اپنی استعداد اور لیاقت کی کمزوری کی وجہ سے امتحان داخلہ میں ناکام رہے اور واپس کر دیئے گئے۔ مگر تاہم عالی حوصلہ مہتمم صاحب مدظلہ العالی کی فراخ حوصلگی قابل داد ہے کہ اس نازک دور میں جبکہ اشیار کی غیر معمولی گرانی کے باعث ملک میں ایک عام سراسیمگی اور بے چینی پھیلی ہوئی ہے۔ آپ نے بڑی ریادلی اور فیاضی کے ساتھ لائق طلبہ کے داخلہ کی اجازت دی۔ ان کی اسی بلند ہمتی، غربا پروری، اور علم دوستی کا نتیجہ ہے کہ بحمد اللہ اس سال طلبہ کی تعداد پچھلے سالوں سے زیادہ ہے۔ پنجاب۔ بنگال۔ یوپی۔ دکن۔ بہار۔ اڑلیسہ۔ جزیرہ جبشان۔ مدراس۔ آسام۔ برما، ان تمام ممالک کے لڑکے اس سال مدرسہ میں داخل ہیں اور مدرسہ کی طرف سے اپنی علمی ضروریات کی تمام چیزیں مہیا پاکر، نہایت فارغ البالی کے ساتھ تحصیل علم میں مصروف ہیں مدرسہ ہی کی طرف سے تمام لڑکوں کو دونوں وقت کھانا۔ پڑھنے کیلئے کتابیں، لالٹینیں، چارپائیاں، لحاف، کمبل، الغرض جسمانی راحت کے بھی ہر قسم کے اسباب مہیا کر کے ان کو بالکل مطمئن کر دیا گیا ہے۔ تاکہ سکون قلب کے ساتھ ان کو اپنی علمی ترقی کا موقع مل سکے۔

جب داخلہ کافی ہو چکا، اور پرانے طلبہ بھی کچھ آگئے تو ۱۴ر شوال ۱۳۵۸ھ مطابق ۲۶ر نومبر ۱۹۳۹ء کو اتوار کے دن صبح ۷ بجے سے اس سال کی تعلیم کا آغاز ہو گیا۔ اور اسی دن سے باقاعدہ پڑھائی شروع ہو گئی۔ تمام اساتذہ اپنی متعلقہ کتب نہایت قابلیت، محنت اور تحقیق کے ساتھ پڑھا رہے ہیں۔ جن حضرات کو مدرسہ کا مقررہ نصاب دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے وہ جانتے ہیں کہ ہمارے یہاں ترجمہ قرآن مجید و دیگر ہر قسم کی دینی و فنی کتابوں کے ساتھ ساتھ ہر جماعت میں ایک گھنٹہ تحریر کی مشق کا بھی لازمی طور پر رکھا گیا ہے۔ چنانچہ اس پر باقاعدہ عمل ہو رہا ہے۔ ادنیٰ جماعت سے لیکر دوسری جماعت تک اردو زبان میں املا و انشا کی مشق کرائی جاتی ہے اور تیسری جماعت میں ترجمتین اور اردو میں خاص عنوان کے ماتحت مضمون نگاری کرنی پڑتی ہے۔ پھر چوتھی جماعت سے لیکر آٹھویں تک ترجمتین

(یعنی کبھی اردو عبارت کی عربی بنانا اور کبھی عربی عبارت کا اردو میں ترجمہ کرنا) اور اپنی اپنی جماعتوں سے متعلق عنوانات پر صرف عربی زبان میں مضامین لکھنے پڑتے ہیں۔ یہ چیز مدرسہ کے قواعد اور طلبہ کے فرائض میں داخل کردی گئی ہے کہ "جماعت پنجم سے لیکر ہشتم تک کے طلبہ کو (کم از کم) اوقات مدرسہ میں عام گفتگو عربی میں کرنا لازمی ہوگا" (قواعد مدرسہ ص۱۸ دفعہ ۶)

غالباً کارکنان مدرسہ رحمانیہ دہلی ہی کو یہ فخر حاصل ہے کہ ضرورت زمانہ کے لحاظ سے سب سے پہلے ان کو اس کا احساس پیدا ہوا کہ طلباء عربیہ کو تبلیغی میدان میں کام کرنے کیلئے تقریر اور گویائی پر بھی قدرت حاصل کرنی چاہیے۔ چنانچہ انھوں نے اس اہم مقصد کی تکمیل کے لئے، درس کے اوقات میں سے اس کیلئے بھی وقت نکالا۔ اور باقاعدہ اصحاب ذوق اساتذہ کی زیر نگرانی ایک انجمن قائم کردی۔ جو ہر جمعرات کو ایک وقت طلبہ سے یہی کام لیتے ہیں اس انجمن کے صدر اساتذہ ہوتے ہیں لیکن دوسرے عہدے دار مثلاً ناظم و منصرم وغیرہ خود طلبہ میں سے ہوتے ہیں۔ جن کو وہ خود ووٹ کے ذریعہ منتخب کرتے ہیں باقاعدہ الیکشن (انتخابی مقابلہ) ہوتا ہے۔ اس میں جس کے ووٹ زیادہ آتے ہیں وہی منتخب ہوتا ہے چنانچہ اس سال بھی یہ الیکشن ۲۵ر شوال ۵۸ھ مطابق ۷ر دسمبر ۱۹۳۹ء کو بڑی خوبی کے ساتھ انجام پذیر ہوا۔ اور انھیں نئے عہدہ داروں کے ماتحت اس بیسویں سال کا سب سے پہلا اجلاس ۲ر ذیقعدہ ۵۸ھ مطابق ۱۴ر دسمبر ۳۹ء جمعرات کو بڑی شان و شوکت کے ساتھ منعقد ہوا۔

طلبہ کو گرد و پیش کے حالات، زمانہ کی رفتار، ملکی اور غیر ملکی سوانح و حوادث سے باخبر رکھنے کیلئے مدرسہ نے مختلف اخبارات و رسالے کے مستقل خرچ کا بار گراں بھی اپنے ذمہ لیا ہے۔ اس کیلئے "دار المطالعہ" ہے جسمیں طلبہ اپنے خارجی اوقات میں ہر قسم کے ملکی اور مذہبی اخبارات و رسالوں کا مطالعہ کرتے ہیں۔ اس کا انتظام بھی لڑکوں ہی کے ہاتھ میں ہے چنانچہ اسکے منتظمین کا انتخاب بھی ۲۵ر شوال کو عمل میں آیا اور حسب دستور اس کام کو بھی باقاعدہ طور پر جاری کردیا گیا۔

ناظرین! خدارا انصاف سے بتایئے کہ جو درسگاہ آج اس بے دینی اور الحاد ہی نہیں بلکہ ہر قسم کی مالی پریشانی و بدحالی کے زمانے میں بھی پورے انیس سال تک دینی تعلیم کی ٹھوس خدمتیں انجام دینے کے بعد، اپنے رب کی توفیق اور اس کے مخصوص فضل و انعام کی بدولت، اپنے باحوصلہ اور باعزم مہتمم عالیجناب حاجی شیخ عبدالوہاب صاحب بارک اللہ فیہ کے ہاتھوں اپنی سابقہ روایات و شان کو برقرار رکھتے ہوئے آج **بیسویں سال** میں قدم رکھ رہی ہے۔ کیا آپ کا ایمان آپ کو اس کیلئے مجبور نہیں کرتا کہ اس بے مثل دینی درسگاہ کے بانیوں کی مغفرت، اور موجودہ کارپردازوں کے لئے ہر قسم کی فلاح و بہبود، ترقی و عروج کی خدائے ارحم الراحمین کے دربار میں خلوص و الحاح کے ساتھ دعائیں کریں؟

(مدیر)